رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۸۳۵

الفضل

قادیان دار الامان

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر ۔ غلام نبی

فی پرچہ ۱؍

The ALFAZL QADIAN.

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۱۲؍

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳؍

نمبر ۹۵ | مورخہ ۲ ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ بروز پنجشنبہ | مطابق ۷ فروری ۱۹۳۵ء | جلد ۲۲

فہرست مضامین
متفرق اعلانات ص۲
تحریک جدید کے جواب میں بلادِ عرب کی آواز
احراریوں کا مقصد انگریزوں کو ہندوستان سے نکالنا ہے
حکومت پنجاب اور احرار کے مقابلہ میں جماعت احمدیہ کی اخلاقی فتح۔ احراریوں کی فتنہ انگیزی
نفرت

مدینۃ المسیحؑ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۵۔ فروری بعد نماز ظہر بذریعہ موٹر لاہور تشریف لے گئے۔ حضورؑ کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں خیر و عافیت ہے۔

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کو احباب کی دعاؤں کے طفیل خدا نے صحت عطا فرما دی ہے۔ اب کسی قدر کمزوری باقی ہے۔ احباب مزید دعا فرمائیں۔

حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے بعد نماز عصر مسجد اقصیٰ میں قرآن مجید کا درس دینا شروع فرمایا۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

پردہ کے متعلق افراط و تفریط

(فرمودہ ۷ فروری ۱۹۰۷ء)

پردہ کے متعلق بڑی افراط و تفریط ہوئی ہے۔ یورپ والوں نے تفریط کی ہے اور اب ان کی تقلید سے بعض نیچری بھی اسی طرح چاہتے ہیں۔ حالانکہ اس بے پردگی نے یورپ میں فسق و فجور کا دریا بہا دیا ہے۔ اور اس کے بالمقابل بعض مسلمان افراط کرتے ہیں۔ کہ کبھی عورت گھر سے باہر نکلتی ہی نہیں۔ حالانکہ ریل پر سفر کرنے کی ضرورت پیش آجاتی ہے۔ غرض ہم ان دونوں قسم کے لوگوں کو غلطی پر سمجھتے ہیں۔ جو افراط اور تفریط کر رہے ہیں۔" (الحکم ۱۷۔ فروری ۱۹۰۷ء)

ممبران اسمبلی و کونسل آف سٹیٹ کے نام کھلی چٹھی

مسٹر گابا کے سوالات کی حقیقت

نیشنل لیگ قادیان اہم امور کی سرانجام دہی میں مصروف ہے۔ حال میں جو یہ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ مسٹر گابا نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف بعض غلط الفاظ منسوب کرکے اسمبلی میں سوالات پوچھنے کا نوٹس دیا ہے۔ اس کے متعلق صدر نیشنل لیگ قادیان نے ایک اہم مضمون مرتب کیا ہے۔ جو کہ انگریزی میں چھپ گیا ہے۔ اور ممبرانِ اسمبلی اور ممبران کونسل آف سٹیٹ کے نام "کھلی چٹھی" کے طور پر شائع کیا جائے گا۔

احمدیت کے خلاف "احسان" کے مضامین کا جواب

احمدیت کے ناکام و نامراد دشمن آج تک سلسلہ احمدیہ کے خلاف جو شرمناک افترا پردازیاں اور قابلِ صد نفرین بہتان طرازیاں کرتے چلے آئے ہیں۔ انہیں مدیر "احسان" نے "قادیانیت کے کاسہ سر پر اسلام کے البرز شکن گرز کی ضرب کاری" کے زیرِ عنوان اُٹھا اُٹھا کر بدھانکہ ان کنندہ صادقین کی تعلی کے ساتھ اپنے اخبار میں جب دُہرانا شروع کیا۔ تو ہم نے مناسب سمجھا کہ اس وقت تک انتظار کیا جائے۔ جب تک وُہ اپنا سارا زور نہ صرف کرلے۔ لیکن ایک طرف تو ابھی ہی "گرز کی ضرب" لگانے والے کے اپنے ہاتھ شل ہونے شروع ہو گئے۔ اور وُہ اوٹ پٹانگ لکھنے سے بھی قاصر رہنے لگا۔ دوسری طرف اخبار پڑھنے والوں نے اس دفترِ بے معنی کو "غرق مے ناب" کرنے کے لئے یہ حیلہ سازی شروع کردی۔ کہ اسے اخبار کی بجائے کتاب کی شکل میں شائع کیا جائے۔ اس لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ "احسان" کے ان مضامین کا جواب عنقریب "الفضل" میں چھپنا شروع کر دیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔ ناظرین کو چاہیئے کہ وُہ ان مضامین کو بغور پڑھیں۔ اور دُوسروں کو پڑھائیں۔

"الفضل" کی روزانہ اشاعت کے متعلق احباب کا فرض

جلد سے جلد اخبار کی ایجنسیاں قائم کرکے اطلاع دی جائے

جیسا کہ گزشتہ پرچہ میں اعلان کیا گیا ہے ضروری انتظامات مکمل ہونے کے بعد اب انشاء اللہ بہت جلد "الفضل" روزانہ شائع ہونا شروع ہو جائے گا۔ اور اس کے لئے چھ ماہ کی اصل قیمت میں صرف اڑھائی روپیہ کا اضافہ کیا جائے گا۔ امید ہے کہ احباب کرام بڑی خوشی سے روزانہ "الفضل" کا خیر مقدم کریں گے۔ اور اس کی اشاعت بڑھانے میں پوری کوشش و سعی فرمائیں گے۔ جس کی سب سے بہترین صُورت یہ ہے۔ کہ فوراً ہر جگہ "الفضل" کی ایجنسیاں قائم کرکے زیادہ سے زیادہ پرچے اکٹھے منگانے کا انتظام کیا جائے۔ مکمل پرچہ کی قیمت ایک آنہ اور چار صفحہ کے پرچہ کی قیمت ایک پیسہ ہوگی۔ ایجنسیوں کو ۱۰ پرچوں تک ۱۲½ فیصدی۔ ۱۹ تک ۲۰ فیصدی اس سے زیادہ ۲۵ فیصدی کمیشن دیا جائے گا۔ درخواستیں بہت جلد بھیجدی جائیں۔ جہاں ایجنسی کا انتظام نہ ہو سکے۔ وہاں کے احباب مستقل خریداری منظور فرمائیں۔ اور ہر احمدی اپنے نام ضرور اخبار جاری کرائے۔

سابقہ خریداروں کو یہ یقین رکھتے ہُوئے کہ سب ہی روزانہ خریدنا چاہتے ہیں خریدار سمجھا جائیگا۔ اور چھ ماہ کے لئے عہ ان کے ذمے ہونگے۔ جو بذریعہ وی۔ پی بصُورت نہ آنے منی آرڈر کے وصُول کئے جائیں گے۔ جو نہ لے سکیں۔ وُہ اطلاع دے دیں۔ اڑھائی روپیہ کی نہایت ہی قلیل رقم کے اضافہ پر چھ ماہ تک روزانہ اخبار منگانا نہایت ہی معمولی بات ہے اور بحالاتِ موجودہ امید ہے کہ ہر ایک سابقہ خریدار اسے بخوشی منظور کرے گا۔ مینیجر اخبار "الفضل" قادیان۔

احراری مُلّا عنایت اللہ کی خباثت اور کمینگی کی انتہاء

جماعت احمدیہ کے مقدس مذہبی مرکز قادیان میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے دفعہ ۱۴۴ نافذ کرکے احمدیوں کو تو احراریوں کی بدزبانیوں اور شرارت انگیزیوں کے خلاف آواز بلند کرنے۔ اور اعلےٰ حکام کو توجہ دلانے سے بھی روک دیا لیکن احراری مُلّا عنایت اللہ قادیان کے ارد گرد کے دیہات میں احمدیوں کے خلاف انتہا درجہ کی بدزبانی۔ اور اشتعال انگیزی کر رہا ہے۔ چنانچہ ۳ فروری کو اس نے موضع بھانبڑی میں اس قدر فحش کلامی اور بدزبانی کی جس کی کوئی حد نہیں۔ اور معلوم ہوا ہے۔ کہ پولیس کا جو آدمی اس کے ہمراہ رپورٹ لکھنے کے لئے گیا تھا۔ وُہ اپنے آپ کو احراری مُلّا کا نہایت ہی عقیدت مند ظاہر کرکے کوشش کرتا رہا۔ کہ زیادہ سے زیادہ لوگ جمع ہو کر عنایت اللہ کی بدزبانی سُنیں۔ نیز احراری مولوی اور وُہ اکٹھے کھاتے پیتے رہے۔ ایسی صورت میں امید نہیں کہ اس نے صحیح رپورٹ پیش کی ہو۔ ہم ذمہ وار افسروں کے پاس احراری مُلّا کی بدزبانی کی رپورٹ بھیج رہے ہیں۔ اگر انہوں نے کوئی توجہ نہ کی۔ تو اسے اخبار میں درج کر دیا جائے گا۔ تا کہ انصاف پسند پبلک اندازہ لگا سکے کہ کس بے حیائی سے ہمارے مقدس پیشواؤں کی تحقیر کی جا رہی ہے اور ہمیں کتنے بڑے ظلم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔

ایک مشتبہ کی گرفتاری

حال میں ایک شخص امرتسر سے قادیان آیا۔ اور منتظمین مہمان خانہ سے کہنے لگا۔ کہ میں مرزا صاحب سے ملنا چاہتا ہوں۔ اور ملاقات کی غرض بیعت کرنا بتائی۔ چونکہ وُہ کسی احمدی کا پتہ نہ دے سکا جس کی تبلیغ سے اسے احمدیت کی طرف توجہ ہوئی۔ اور نہ احمدیہ لٹریچر اس نے پڑھا ہوا تھا۔ اس لئے اور بعض دیگر قرائن سے اسے مشتبہ حالت میں پاکر پولیس کو اطلاع دے دی گئی۔ اس وقت تو پولیس نے توجہ نہ کی۔ لیکن سُنا گیا ہے۔ کہ بعد میں اسے گرفتار کر لیا گیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
نمبر ۹۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۲ ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۲

تحریک جدید کے جواب میں بلادِ عرب کی آواز

رقم فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

احباب جماعت یہ سنکر خوش ہوں گے کہ عرب کی جماعت احمدیہ اخلاص اور تقوےٰ میں ترقی کر رہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے تعداد میں بھی بڑھ رہی ہے۔ یہ لوگ غرباء کے طبقہ سے ہیں۔ لیکن قربانی کے لئے دل رکھتے ہیں چنانچہ گزشتہ سالوں میں ہزاروں روپیہ خرچ کر کے انہوں نے مسجد بنائی ہے۔ مدرسہ احمدیہ بھی کھولا ہوا ہے۔ اور تبلیغ پر بھی حسب استطاعت خرچ کرتے ہیں۔

تحریک جدید کے شائع ہونے پر بھی ان لوگوں نے اخلاص سے حصہ لیا ہے۔ چنانچہ اس وقت تک چار سو شلنگ یعنے قریباً اڑھائی سو روپیہ کے وعدے جماعت حیفہ کی طرف سے موصول ہو چکے ہیں۔ اور ابھی اور وعدوں کی امید کی جاتی ہے اس رقم میں سے پچھتر شلنگ یعنے قریباً پچاس روپے وصول ہو کر پہونچ بھی گئے ہیں۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

یہ بھی نہایت خوشی کی بات ہے۔ کہ وہاں کے بچوں میں بھی دین کے لئے اخلاص پیدا ہو رہا ہے چنانچہ عید الفطر کے موقعہ پر انہوں نے بھی چندہ کر کے آٹھ شلنگ ارسال کئے ہیں۔ جو ساڑھے پانچ روپے کے برابر ہیں بچوں میں یہ اخلاص نہایت مبارک اور خوش کن ہے اس رقم کے ساتھ جو ان کا خط آیا ہے۔ وہ ذیل میں درج کرتا ہوں:۔

سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدکم اللہ بنصرہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ وبعد فانا طلبۃ العلم فی المدرسۃ الاحمدیۃ بالکبابیر نتقدم الیکم ببضاعۃ مزجاۃ وھی اربعون قرشا فلسطینیا فقط و نرجوکم ان تقبلوھا ضمن التبرعات [illegible] یتبرع بھا اخواننا الاحمدیون فی اقطار العالم ونطلب منکم الدعاء لنا لکی یوفقنا اللہ لکل خیر ونکون نحن حملۃ لواء الاحمدیۃ فی الدیار العربیۃ۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ابقاکم اللہ لنا وایما لشم نعود فنکرر التماسنا للدعاء منکم والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عن جمعیۃ الطلبۃ الاحمدیۃ
الرئیس اسماعیل احمد۔
السکریتر موسیٰ اسعد۔
امین الصندوق عبد الجلیل حسین:۔

ترجمہ۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدکم اللہ بنصرہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اس کے بعد ہم یہ عرض کرتے ہیں۔ کہ ہم مدرسہ احمدیہ کبابیر کے طالب علم ہیں اور ہم آپ کے سامنے ایک حقیر رقم پیش کرتے ہیں۔ اور وہ صرف چالیس قرش فلسطینی ہے۔ اور ہم امید کرتے ہیں کہ جہاں آپ تمام دنیا

احراریوں کا مقصد انگریزوں کو ہندوستان سے نکالنا ہے

احراریوں کی امداد کرنے والے افسروں کی حکومت سے غداری

جماعت احمدیہ کے خلاف احراریوں کی سرگرمیوں سے روز بروز یہ بات واضح ہوتی جا رہی ہے۔ کہ ان کی اصل غرض حکومت کے خلاف نفرت وحقارت پیدا کر کے اسے تہ وبالا کرنا ہے۔ اور چونکہ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ نہ صرف خود حکومت کی خیر خواہ اور مددگار ہے۔ بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی ایسی حرکات سے روکنے کی کوشش کرتی رہتی ہے۔ جو ملک میں بدامنی پیدا کرنے والی اور حکومت کو مشکلات میں ڈالنے والی ہوں۔ اس لئے احراریوں کی۔ اور ان لوگوں کی جن کے اشاروں پر احراری چل رہے ہیں۔ یہ بھی کوشش ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کو ممکن سے ممکن نقصان پہونچا کر کمزور کر دیں۔ تاکہ حکومت کے خلاف شورش انگیزی میں بآسانی کامیاب ہو سکیں۔

چنانچہ مختلف مقامات سے یہ اطلاعات موصول ہو رہی ہیں۔ کہ احراری اپنی تقریروں میں جہاں جماعت احمدیہ کے خلاف انتہائی فتنہ پردازی اور اشتعال انگیزی کر رہے ہیں۔ وہاں حکومت کے خلاف بھی جذبات نفرت وحقارت پیدا کرنے میں مصروف ہیں۔ اسی سلسلہ میں نہایت موثق ذریعہ سے اطلاع پہونچی ہے۔ کہ ایک سرکردہ احراری نے ایک موقعہ پر کہا۔ کہ احمدیت اور انگریز صرف چار پانچ سال تک ہندوستان میں ہیں۔ اس کے بعد دونوں نیست ونابود ہو جائیں گے۔ انگریز اس ملک سے نکال دیئے جائیں گے۔ اور احمدیت مٹا دی جائے گی۔

اسی سلسلہ میں اس نے کہا۔ ہم نے ایسا انتظام سوچا ہے۔ اور اسے جلد جاری کرنے والے ہیں۔ کہ ہم احمدیوں کو سیاسی طور پر اس قدر تنگ کر دیں گے۔ کہ وہ پانچ سال کے اندر یا تو احمدیت کو چھوڑ دیں گے۔ یا مٹ جائیں گے۔ بڑے بڑے آدمی اس کام میں ہمارے ساتھ ہیں۔

اسی قسم کی گفتگو بعض اور احراریوں سے بھی سنی گئی ہے اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ ان لوگوں کی نیت کیا ہے اور حکومت کے متعلق وہ کیا ارادہ رکھتے ہیں۔ ان حالات میں وہ سرکاری افسر جو احراریوں کے پشت وپناہ بنے ہوئے ہیں انہیں مختلف رنگوں میں امداد دے رہے ہیں اور ان کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں۔ وہ حقیقت میں گورنمنٹ کے ساتھ غداری کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اور اگر حکومت نے ان کو اپنا موجودہ طریق عمل بدلنے پر مجبور نہ کر دیا۔ تو یقیناً اسے ایسی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جن کے پیدا کرنے میں ان حکام کا بھی بہت بڑا دخل ہوگا۔ جو اس سے بڑی بڑی تنخواہیں وصول کر رہے ہیں۔

کے احمدی بھائیوں کی پیش کردہ رقوم کو قبول فرمائیں گے۔ ان کے ساتھ ہماری اس رقم کو بھی شامل فرمالینگے۔ اور ہم آپ سے اپنے لئے دُعا کے طلبگار ہیں۔ تا اللہ تعالےٰ ہمیں ہر نیک بات کی توفیق دے۔ اور اس کی بھی کہ ہم عرب ممالک میں احمدیت کے جھنڈے کو ہمیشہ کھڑا رکھنے والے ہوں اے ہمارے رب ہماری دُعا قبول فرما۔ کہ تو سننے والا جاننے والا ہے اللہ تعالےٰ ہمیشہ آپ کو ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ پھر ہم دوبارہ پہلے مطلب کی طرف لوٹتے ہیں۔ اور آپ سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ ہمارے لئے دُعا کریں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

انجمن طلباء جماعت احمدیہ کی طرف سے۔ پریزیڈنٹ اسمٰعیل احمد سکرٹری موسی اسعد۔ خزانچی عبدالجلیل حسین۔ (دستخط کرنے والے ہیں) ؛

اللہ تعالےٰ ان بچوں کے اخلاص کو قبول کرے۔ اور دُنیا میں چمکنے والے ستارے بنائے۔ کہ ان کی روشنی سے فلسطین ہی نہیں۔ بلکہ سب دنیا روشن ہو۔ اور یہ احمدیت کی تعلیم پر صحیح طور پر عمل کرکے اللہ تعالےٰ کا قرب پانے والے اور دوسروں کو خدا تعالےٰ کے قریب لانیوالے ہوں یہ بھی یوسف کے بھائیوں کی طرح بضاعۃ مزجاۃ لائے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان سے بھی وہی سلوک کرے اور انہیں اسلام کا یوسف گم گشتہ ملا دے جسے یہ اپنے یعقوب (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) کے پاس لاکر اپنی قوم کی گزشتہ کوتاہیوں کی تلافی کرسکیں وما ذالک علی اللہ ببعید وھو ارحم الراحمین

و اٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

خاکسار:۔ مرزا محمود احمد

حکومت پنجاب اور احرار کے مقابلہ میں

جماعت احمدیہ کی اخلاقی فتح

کچھ عرصہ ہوا۔ ایک شخص عبدالکریم احمدی نے ایک ٹریکٹ شائع کیا۔ وہ اگرچہ بعض نہایت ہی دل آزار اور رنجدہ تقریروں اور تحریروں کے جواب میں لکھا گیا تھا۔ لیکن جب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے علم میں یہ بات لائی گئی۔ کہ وہ ٹریکٹ موزون طرز تحریر میں نہیں لکھا گیا۔ تو حضور نے اسے ضبط کرنے کا حکم نافذ فرمادیا۔

اس کے بعد حکومت نے اس احمدی پر مقدمہ چلایا۔ اور اسے سزا دے دی۔ لیکن بدرجہا زیادہ قابل نفرت و قابل شرم ٹریکٹ احراری ملا عنایت اللہ کی طرف سے شائع ہوتا ہے جسے قادیان میں جلسہ سالانہ پر تقسیم کیا جاتا ہے۔ لیکن حکومت اس کی ضبطی کے سوائے اور کوئی کارروائی نہیں کرتی۔ یہ صریح فرق کیوں ہے ؛

اس رسالہ کی محض ضبطی ناکافی ہے۔ کیونکہ متعدد ٹریکٹ نکل چکے ہیں۔ ایک ضبط ہوتا ہے۔ تو دوسرا شائع ہوجاتا ہے ؛

پھر احراری لیڈروں کی اخلاقی حالت پر سخت افسوس ہے کہ کسی شخص نے اس مفسد سے باز پرس نہیں کی۔ بلکہ زمیندار اخبار نے اس کے ساتھ نہایت ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ یہ شرمناک کارروائی قابل توجہ پبلک ہے

احراریوں کی فتنہ انگیزیوں کے خلاف شریف مسلمانوں کی طرف سے اظہار نفرت

ہمیں معلوم ہے۔ ہر جگہ ایسے شرفاء موجود ہیں۔ جو احراریوں کی ان فتنہ پردازیوں اور شرارتوں کو نہایت ہی نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ جن کا ارتکاب شرافت و انسانیت کو کلیتہً بالائے طاق رکھ کر احراری اس لئے کر رہے ہیں۔ کہ مسلمان جو سیاسی لحاظ سے دیگر اقوام کے مقابلہ میں پہلے ہی درماندہ اور کمزور ہیں۔ اندرونی کشمکش۔ اور خانہ جنگی میں مبتلا ہوکر بالکل برباد ہوجائیں۔ چنانچہ مختلف صورتوں میں ایسے دردمند مسلمانوں کی طرف سے احراریوں کے خلاف ناراضگی کا اظہار ہوتا رہتا ہے ؛

گزشتہ پرچہ میں ایک احراری فتنہ پرداز ہدایت اللہ کے متعلق جو مراسلت درج کی گئی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اس نے وڈالہ ضلع جالندھر میں جہاں حکومت کے خلاف لوگوں میں نفرت پھیلانے کی کوشش کی۔ وہاں احمدیوں کو سخت تکالیف میں مبتلا کرنے حتےٰ کہ قتل کردینے کے لئے بھی عوام کو اشتعال دلایا۔ اس صریح ظلم اور شرارت کو موضع مذکور کے بہت سے شرفاء برداشت نہیں کرسکے۔ چنانچہ انہوں نے اس کے خلاف ہمارے پاس ایک تحریر بھیجی ہے جس میں ایک طرف تو ان غلط بیانیوں کی تردید کی گئی ہے جو احراری مولوی اور اس کے ہم نواؤں نے وہاں کے احمدیوں کے متعلق اخبارات میں کیں۔ اور دوسری طرف مولوی مذکور کی تقریر کو قابل نفرت و لائق مذمت قرار دیا ہے۔ کیونکہ اس میں حد درجہ کی شر انگیزی سے کام لیا گیا۔ اور مسلمانوں میں فتنہ و فساد پیدا کیا گیا ہے ؛

یہ تحریر انشاء اللہ اگلے پرچہ میں درج کی جائے گی۔

اس وقت ہم ان شرفاء کی اخلاقی جرأت اور اعلےٰ درجہ کی شرافت کا اعتراف کرتے ہوئے دوسرے مقامات کے شرفاء سے گزارش کرتے ہیں کہ جہاں جہاں احراری مسلمانوں میں فتنہ پیدا کر رہے۔ اور احمدیوں پر ظلم اور تشدد کرنے کے لئے عوام کو اشتعال دلا رہے ہیں۔ وہاں ان کے خلاف آواز اٹھائی جائے اور مسلمانوں کو خانہ جنگی سے محفوظ رکھنے کی کوشش کی جائے

علیگڑھ کے مادر پدر آزاد نوجوانوں کی شرمناک حرکات

آج کل احراری اور ان کے چیلے چانٹے اپنی فتنہ انگیز اور مفسدانہ حرکات کے باعث شریف طبقہ کے لوگوں کے لئے جس قدر جسمانی اور روحانی اذیت کا باعث بن رہے ہیں۔ اور تحقیق حق کرنے والوں کو مشکلات میں مبتلا کئے ہوئے ہیں اس کی ایک نہایت ہی دردناک مثال وہ واقعہ ہے۔ جو علی گڑھ سے ہمارے نامہ نگار نے لکھکر بھیجا ہے۔ چند دن ہوئے جب علی گڑھ کے احمدی اصحاب نے ایک جلسہ کرکے اہم اختلافی مسائل پر احمدی علماء کی تقریروں کا انتظام کیا۔ تو اس کی اطلاع پاکر علیگڑھ کے لوگ جلسہ میں شمولیت کے لئے آتے رہے۔ لیکن کالج کے کچھ لڑکوں نے جن میں اکثریت پنجابیوں کی تھی۔ دروازہ پر پکٹنگ لگا دیا۔ اور لوگوں کو روکنے کے لئے انتہائی بدتہذیبی سے کام لیتے رہے۔ ایسی حالت میں اور لوگوں کے علاوہ ایک موقعہ پر دو عمر رسیدہ اور معمر اصحاب جب جلسہ میں شامل ہونے کے لئے آئے۔ اور روکنے والوں نے انہیں روکا۔ اور درشتی سے پیش آئے۔ تو انہوں نے کہا۔ دیکھو ہم اب بوڑھے ہو گئے ہیں۔ ہمیں تو نہ روکو۔ اور کچھ سُن لینے دو۔ آخر وہ روکنے والوں کی کوئی پرواہ نہ کرتے ہوئے بڑی مشکل سے جلسہ میں شریک ہوئے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ عید الفطر

حقیقی مساوات کس طرح قائم ہو سکتی ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۷ رجنوری ۱۹۳۵ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

عید کا دن

خوشی کا دن

کہلاتا ہے۔ اور صحابہؓ کے طریق سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وُہ عید کے روز آپس میں کثرت سے ملا کرتے تھے۔ ہمارے ملک کا عام دستور بھی یہی ہے۔ کہ عید میں تمام لوگ باہم ملتے ہیں۔ حتیٰ کہ ہماری زبان کا ایک محاورہ ہو گیا ہے۔ کہ آؤ عید مل لیں۔ تو عید نشان ہے درحقیقت مل جانے کا اور اتحاد کا۔ لیکن ایک جگہ پر مل کر بیٹھ جانا

حقیقی اتحاد

نہیں کہلا سکتا۔ جو لوگ ایک دُوسرے کے دُشمن بلکہ جان کے بیری ہوتے ہیں۔ وُہ بھی کبھی ریل میں۔ کبھی ٹرام میں۔ کبھی موٹر میں کبھی لاری میں مل کر بیٹھ جاتے ہیں۔ ایک دُوسرے کی شکل سے متنفر طالب علم ایک کلاس روم میں۔ اور ایک جماعت میں مل کر بیٹھتے ہیں۔ افسر ماتحت کا دُشمن ہوتا ہے۔ اور ماتحت افسر کا۔ مگر پھر بھی انہیں ایک دفتر میں بیٹھکر کام کرنا پڑتا ہے۔ افسر چاہتا ہے کہ ماتحت کو نقصان پہونچائے۔ اور ماتحت چاہتا ہے۔ کہ افسر کو ضُعف پہونچائے۔ لیکن ظاہر میں وُہ بالکل ایک ہوتے ہیں۔ پس کسی گروہ کا اکٹھے مل بیٹھنا اتحاد کی علامت نہیں۔ اتحاد تبھی پیدا ہوتا ہے۔ جب دل

ایک نقطۂ مرکزی

پر جمع ہو جائیں۔ اگر دل نقطۂ مرکزی پر جمع نہیں۔ اگر خیالات میں اتفاق نہیں۔ اگر دلوں میں محبت۔ اور یک جہتی نہیں۔ تو بظاہر مل کر بیٹھنا کوئی نفع نہیں دے سکتا۔ انبیار جو دُنیا میں آتے ہیں ان کی غرض یہی ہوتی ہے۔ کہ لوگوں کو ایک کر جائیں۔ اور اس وجہ سے ان کا زمانہ عید ہوتا ہے۔ دُنیا میں

حقیقی عید

صرف ان کے ذریعہ ہی میسر آتی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کی نسبت فرماتا ہے کہ بظاہر یہ لوگ متحد و متفق نظر آتے ہیں۔ مگر قلوبھم شتّٰی ان کے دل ایک دُوسرے کے مخالف ہیں۔ ان کے مقابلہ میں مسلمان ایک جسم نہیں۔ مگر الف بین قلوبھم۔ خدا نے ان کے دلوں کو ایک کر دیا ہے۔ تو

کفار کا جتھا

بھی درحقیقت پراگندہ ہے۔ اور مومنوں کے گروہ بھی در اصل ایک چیز ہے۔ یہی چیز ہے۔ جس کی وجہ سے انبیار کی بعثت دُنیا کے لئے رحمت قرار پاتی ہے۔ عربوں کے اندر بہت پرانی عداوتیں اور جنگیں تھیں۔ معمولی معمولی بات پر صدیوں تک لڑائیاں جاری رہتیں۔ اور کسی لڑائی کا دس بیس سال تک جاری رہنا تو معمُولی بات سمجھی جاتی تھی۔ پھر لڑائیاں ان میں ایسی وجُوہ کی بنار پر ہوتی تھیں۔ کہ سُنکر انسان کو حیرت ہوتی ہے۔ مثلاً کسی کے کھیت میں کسی آوارہ کُتیا نے بچے دے رکھے تھے۔ کسی اور شخص کے مہمان کی اونٹنی چرتے چرتے اس کھیت میں چلی گئی۔ اور ایک پلہ اس کے پاؤں کے نیچے آکر مر گیا۔ کھیت والے نے اس بنار پر کہ اس کُتیا نے میرے کھیت میں پناہ لی تھی۔ اونٹنی کو مار دیا۔ جب میزبان نے سُنا۔ تو اس نے کہا۔ کہ میرے مہمان کی اونٹنی کو مار دینے کا یہ مطلب ہے۔ کہ گویا مجھے مار دیا۔ اس لئے اس نے اونٹنی کو مارنے والے شخص کو قتل کر دیا۔ اس پر مقتول کے دوست رشتہ دار اس کا انتقام لینے کے لئے آ گئے۔ ادھر اس کے دوست رشتہ دار شامل ہو گئے۔ اس طرح تمام عرب میں لڑائی کی آگ بھڑک اُٹھی اور سالہا سال تک جاری رہی۔ باوجُود ان حالات کے جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں ان تمام لڑائیوں کو مٹاتا ہُوں۔ جو پیچھے گزر چکیں۔ اب ان کی یاد قائم نہیں کی جائیگی تو اسی وقت سب لڑائیاں ختم ہو گئیں۔ اور ان کا نشان تک باقی نہ رہا۔ تو

انبیار کی اصل غرض

یہ ہوتی ہے۔ کہ لوگوں میں اتحاد۔ اتفاق۔ اور مساوات پیدا کریں۔ یہ مساوات اس مساوات سے الگ ہوتی ہے۔ جس کا دُنیا کی مختلف قومیں دعوےٰ کرتی ہیں۔

سوشلسٹ بھی کہتے ہیں۔ کہ ہم مساوات قائم کرتے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں کرتے۔ وُہ تو عداوت پیدا کرتے ہیں۔ جن امرار سے مال چھینکر وُہ غربار کو دے دیتے ہیں۔ ان کے دلوں میں غربار کے لئے کب ہمدردی پیدا ہو سکتی ہے۔ یا وُہ کس طرح غربار کو اپنا بھائی سمجھ سکتے ہیں۔ وُہ تو انہیں

ظالم اور ڈاکو

قرار دیتے ہیں۔ اور اس تاک میں رہتے ہیں۔ کہ موقعہ ملے تو انہیں تباہ کر دیں۔ اور جب موقعہ ملے۔ وُہ ایسا کر بھی دیتے ہیں۔ اسی طرح سوشلسٹ غربار کے دلوں میں بھی بغض پیدا کر دیتے ہیں۔ وُہ سمجھتے ہیں۔ کہ امیروں نے ہمیں لُوٹ لیا ہے۔ انہیں مار دینا۔ اور قتل کر دینا چاہیئے۔ پس یہ بھی کوئی مساوات ہے۔ کہ غریبوں کے دلوں میں امیروں کے نفرت۔ اور امیروں کے دلوں میں غریبوں سے نفرت پیدا کی جاتی ہے۔ یہ

عجیب مساوات

ہے۔ جو امیروں کو غریبوں کا اور زیادہ دُشمن بنا دیتی اور غریبوں کو شقی القلب کر دیتی ہے۔ یا دنیا کی اور قومیں بھی ہیں۔ جو مختلف ناموں سے مساوات قائم کرنے کی دعویدار ہیں۔ مگر اصل میں ہے ایک بھی نہیں۔ مساوات کا دل سے تعلق ہے۔ گھر میں میاں بیوی۔ باپ۔ ماں اور بچے ہوتے ہیں۔ مگر دیکھو ان میں کیسی مساوات ہوتی ہے۔ بیوی۔ خاوند کی اطاعت کرتی ہے۔ اور خاوند

بیوی سے ہمدردی

رکھتا ہے۔ اور کوئی نہیں کہہ سکتا۔ یہ مختلف لوگ ہیں۔ خاوند بیوی کے مقابل پر۔ یا بیوی۔ خاوند کے مقابل۔ یا بچے ماں باپ کے مقابل پر بھی کوئی امتیاز محسُوس نہیں کرتے۔ حالانکہ بعض امتیازات ہوتے ضرور ہیں۔ مگر پھر بھی ان کے

دلوں میں امتیاز

نہیں ہوتا۔ انتظامی ضرورتوں کے لحاظ سے یا حالات کی بعض مجبوریوں کے باعث ظاہری طور پر ایک حد تک امتیاز ہوتا ہے۔ مگر چونکہ باطن میں اُن کے درمیان کوئی امتیاز نہیں ہوتا۔ اس لئے اس وجہ سے کبھی کوئی جھگڑا پیدا نہیں ہوتا۔

محبت کرنیوالی بیوی

کبھی یہ بات پسند نہیں کرتی۔ کہ وہ اپنے خاوند کے حقوق تلف ہونے دے۔ یا ہمدرد خاوند کبھی اس بات کا خیال بھی نہیں کرتا کہ اصرار اور محبت کے ساتھ مجھے اپنا ہم خیال بنا لینے کی طاقت جو میری بیوی میں ہے میں اس کو کچل دوں۔ بیٹے بھی یہ خیال نہیں کرتے۔ کہ ہمارا باپ ہمیں کوئی ہدایت نہ دے۔ اور باپ کبھی یہ نہیں چاہتا۔ کہ میرے بیٹے ترقی نہ کریں۔ اور نہ بڑھیں۔ سوائے کسی پاگل کے کوئی شخص بھی ان امتیازات کو مٹانا نہیں چاہتا۔ جو ایک خاندان کے مختلف ممبروں میں ہوتے ہیں۔ بلکہ کوئی ان امتیازات کو محسوس بھی نہیں کرتا۔ بیوی خاوند کی خدمت کرتی ہے۔ اور اس میں لذت محسوس کرتی ہے۔ اسی طرح اصرار سے یا روٹھ کر بھی بیوی اگر خاوند سے کوئی بات منوائے تو کیا خاوند اسے برا مناتا ہے۔ بالکل نہیں کیونکہ یہ بھی

محبت کا ایک طریق

ہوتا ہے۔ ایک سمجھدار بچہ ماں باپ کی اطاعت پر فخر کرتا ہے اور کبھی یہ نہیں سمجھتا۔ کہ میں غلام ہوں۔ بلکہ اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھتا ہے کہ مجھے خدمت کا موقعہ ملا۔ کیونکہ یہ ایک

بہت بڑی سعادت

ہے۔ لوگ اس کے حاصل ہونے کے لئے دعائیں کراتے ہیں۔ مجھے ہر روز اس قسم کے خطوط ملتے ہیں۔ کہ دعا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ

والدین کی خدمت

کی توفیق عطا فرمائے۔ دیکھو یہ غلامی کتنی خوبصورت ہے۔ یہ اگر مساوات کے خلاف ہوتی۔ تو لوگ اس کے لئے دعائیں کیوں کراتے۔ دنیا میں کوئی ایسا ملک نہیں۔ جہاں کے رہنے والے یہ دعائیں کرتے ہوں۔ کہ ہمارے ملک کی اپنی حکومت نہ رہے۔ اور کوئی دوسرا ملک ہم پر حکمران ہو۔ مگر اکثر لوگ یہ دعائیں کراتے ہیں۔ کہ

والدین کی غلامی کی توفیق

مل جائے۔ پس معلوم ہوا۔ کہ ایسا امتیاز موجب برکت ہے اور اسی میں حقیقی مساوات ہے۔ دیکھو یہی حکم کرنے والا باپ۔ یا خاوند۔ یا محبت اور ضد سے اپنی بات منوانے والی بیوی تریاہٹ یا بالک ہٹ سے کام لینے والی عورت یا بچے۔ جس وقت

ایک دسترخوان پر جمع

ہوتے ہیں تو کوئی ہے۔ جو اس وقت ان میں فرق کر سکے۔ جب بیٹا جو چھوٹا ہوتا ہے۔ تکلیف میں مبتلا ہو۔ تو کیا باپ اس کے لئے جان نہیں دے دیتا۔ کیا ایک ضدی بیٹا اپنے نرم طبیعت رکھنے والے باپ کے لئے خطرہ کے وقت مصیبت برداشت نہیں کرتا۔ وہی تریاہٹ سے کام لینے والی بیوی خاوند کی بیماری میں اپنے آپ کو قربان نہیں کر دیتی۔ پھر کیا وہ خاوند جو حکومت کرتا ہے۔ جب اس کی بیوی تکلیف میں ہو۔ تو اپنا مال و جان قربان نہیں کر دیتا۔ اس وقت یہ امتیاز کہاں جاتے ہیں۔ پس صاف معلوم ہوا۔ کہ یہ سب امتیاز ظاہری تھے۔ ورنہ حقیقتاً ان میں

پوری طرح مساوات

قائم ہے۔ آپ لوگوں نے تاریخ میں پڑھا ہوگا۔ جب ہمایوں بیمار پڑا۔ تو اگرچہ وہ بیٹا تھا۔ اور عام قانون کے رو سے باپ کے ماتحت۔ پھر یوں بھی اس کا باپ بادشاہ اور حاکم تھا۔ اور وہ ماتحت مگر دیکھو۔ ان میں کیسی مساوات قائم تھی۔ جب ہمایوں بیمار پڑا۔ تو اس کا باپ جو بادشاہ تھا۔ اس کی چارپائی کے گرد گھوم کر دعا کرتا ہے کہ اس کی بلا مجھے لگ جائے۔ اور یہ دعا اس نے ایسے اخلاص سے کی۔ کہ ادہر وہ دعا کر کے الگ ہوا۔ ادہر اس کا نتیجہ ظاہر ہونے لگا۔ حتیٰ کہ ہمایوں اچھا ہو گیا۔ اور وہ فوت ہو گیا۔ اس وقت دیکھو۔ ان میں جو امتیاز ظاہر نظر آتا تھا۔ وہ کہاں گیا۔ پس

حقیقی مساوات

قلوب کی ہوتی ہے۔ ورنہ ظاہری اتحاد کوئی چیز نہیں۔ ایک شخص زربفت کی قبا پہنے ہوئے ہے اور دوسرا کھدر۔ وہ دونو کس طرح مل سکتے ہیں۔ جب ان کے دل نہیں ملتے۔ تو وہ اگرچہ اکٹھے بیٹھ جائیں تو بھی اس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ امیر دل میں کہے گا۔ کہ کمبخت نے کیسے میلے کپڑے پہن رکھے تھے۔ بدبو سے دماغ پھٹا جاتا ہے۔ اور غریب اپنے دل میں بددعائیں دے رہا ہوگا۔ کہ خدا اس کا بیڑا غرق کرے کمبخت اپنے آپ کو فرعون سمجھتا ہے۔ وہ ادھر تیوری چڑھا رہا ہوگا اور وہ ادہر خفا ہو رہا ہوگا۔ بتاؤ۔ ایسے اکٹھے بیٹھنے کا کیا فائدہ۔ اور کیا اس طرح مساوات قائم ہو سکتی ہے۔ جس چیز سے مساوات پیدا ہوتی ہے۔ وہ

دل کا اتحاد

ہے۔ اور جب دل کا اتحاد ہو جائے۔ تو ظاہر کے امتیازات خود بخود مٹ جاتے ہیں۔ یا وہ کوئی اثر نہیں رکھتے۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ بیوی اور خاوند باپ اور بچوں میں امتیازات ضرور ہوتے ہیں۔ مگر چونکہ دلوں میں اتحاد ہوتا ہے۔ اس لئے وہ کبھی اسے محسوس نہیں کرتے۔ بلکہ بخوشی برداشت کرتے ہیں۔ اور یہی وہ مساوات ہے۔ جسے قائم کرنے کے لئے انبیاء آتے ہیں۔ اور یہی ہے۔ جس سے

حقیقی عید

پیدا ہو سکتی ہے۔ اور جب تک یہ بات پیدا نہ ہو۔ حقیقی مساوات کا مقصد پورا نہیں ہو سکتا۔ ایک امیر آدمی اگر دکھاوے کے لئے یا ذاتی اغراض کے ماتحت غریبانہ طرز زندگی اختیار کر لیتا ہے۔ اور اس کے لئے لباس اور غذا میں سادگی پیدا کرتا ہے۔ مگر دل کا غریب نہیں۔ تو وہ حقیقی مساوات پیدا نہیں کر سکے گا۔ کیونکہ ایسی مساوات دل سے آتی ہے۔ چاہے کوئی شخص زربفت کے کپڑے پہنے ہوئے ہو۔ اور خواہ وہ خالص سونے کے تاروں کے لباس میں ملبوس ہو۔ لیکن اگر اس کے دل میں یہ خیال ہو۔ کہ یہ

غریب لوگ بھی میرے بھائی

ہیں۔ میں ان سے جدا نہیں ہوں۔ اس کے دل میں ہر انسان کی محبت ہو۔ ادنیٰ بھی اس کی نظر میں اعلیٰ ہو۔ ایسا انسان دنیا کے لئے راحت کا موجب ہوگا۔ وہ یہ خیال نہیں کرے گا۔ کہ غریب کے کپڑوں سے بو آتی ہے بلکہ یہ سمجھے گا۔ کہ میرا بھائی غریب ہے میں اپنی دولت کو اس کی حالت اچھی کرنے پر صرف کروں۔ اس کے متعلق غرباء میں یہ خیال نہیں ہوگا کہ یہ متکبر اور مغرور ہے۔ بلکہ وہ سمجھیں گے کہ یہ ہمارا بھائی ہے۔ جو اپنی

اعلیٰ طرز زندگی کے باوجود

ہم سے ملتا ہے۔ اور ہماری خدمت کے لئے برابر تیار رہتا ہے۔ تو اس وقت

حقیقی عید قوم کے لئے

ہوگی۔ یہی عید کا مقام ہے۔ جس طرح عید گاہ میں امیر غریب سب جمع ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح یہ وہ مقام ہے جہاں انبیاء سب کو جمع کرنے کے لئے آتے ہیں۔ اس کے سوا اور کوئی مقام نہیں۔ جہاں امیر غریب مل سکیں۔ جہاں مشرقی و مغربی جمع ہو سکیں۔ جہاں بوڑھے اور جوان اکٹھے ہو سکیں۔ ایک مغربی شاعر نے کہا ہے کہ

East is East & West is West
And never the twin shall meet

یعنی مشرق مشرق ہے اور مغرب مغرب اور کوئی تدبیر ایسی نہیں۔ جو دونو کو ملا سکے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے۔ کہ

حقیقی امتیاز

باتوں سے کبھی نہیں مٹتے۔ بچہ اور بوڑھا کہاں جمع ہو سکتے ہیں۔ وہ کونسا نقطہ ایسا ہو سکتا ہے۔ جس پر

امیر غریب مرد عورت

جمع ہو جائیں۔ جہاں آقا و غلام اکٹھے ہو سکیں؟ اس نقطہ کو تلاش کئے بغیر اجتماع کی کوشش کرنا فضول ہے۔ جس طرح یہ کہا جاتا ہے۔ کہ امیر و غریب اکٹھے ہو جائیں۔ اسی طرح یہ بھی کہا جا سکتا ہے۔ کہ مرد و عورت بھی اکٹھے ہو جائیں۔ مگر کیا یہ ممکن ہے۔ جس طرح یہ ناممکن ہے کہ بچہ اور بوڑھا یکساں ہو جائیں مرد و عورت اکٹھے ہو جائیں۔ اسی طرح یہ بھی ناممکن ہے۔ کہ امیر و غریب کو اکٹھا کیا جا سکے۔ جب تک کہ اس کے لئے کوئی

نقطۂ مرکزیہ

ہم نہ نکالیں جس پر ایسا اجتماع ممکن ہو سکے۔ یہ خیال کرنا کہ امیروں سے دولت وغیرہ چھینکر اسے غریبوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ اور اس طرح مساوات قائم کی جائے۔

بالکل لغو بات

ہے۔ اس سے مساوات نہیں۔ بلکہ بغض بڑھتا ہے۔ اور ہر ایک طبقہ دوسرے کو مٹانے کی کوشش کرتا ہے جس سے فساد بڑھتا ہے۔ اسی طرح مرد و عورت میں بھی اختلافات وسیع ہو رہے ہیں۔ کسی جگہ عورتیں مردوں کے حقوق تلف کر رہی ہیں۔ جیسے یورپ میں۔ اور کسی جگہ مرد عورتوں کے حقوق دبا رہے ہیں۔ جس طرح ایشیا میں۔ اور کوئی چیز ان میں اتحاد پیدا نہیں کر سکتی۔ اتحاد صرف اسی چیز سے ہو سکتا ہے جو انبیاء آکر لوگوں کے دلوں میں پیدا کرتے ہیں۔ اور وہ اس اختلاف کو مٹا دیتے ہیں۔ ایک نوجوان بوڑھے سے کیوں مختلف ہوتا ہے۔ اسی لئے کہ ان کی

طبیعتوں کے تقاضے

مختلف ہوتے ہیں۔ نوجوان ہلنا جلنا اور حرکت کرنا چاہتا ہے اور بوڑھا کہتا ہے ٹھہر جاؤ سوچ لیں۔ مگر اسلام اس اختلاف کو مٹاتا ہے۔ وہ ہر نوجوان سے کہتا ہے۔ کہ بوڑھا بنے۔ وہ اس کے اندر تبدیلی کرکے اسے اور بوڑھوں کو اکٹھا کرنا چاہتا ہے۔ وہ چاہتا ہے۔ کہ وہ

وقار اور عقل

سیکھے۔ اسی طرح وہ ہر بوڑھے سے مطالبہ کرتا ہے۔ کہ جوان بنے۔ سست نہ ہو۔ غافل نہ ہو۔ اپنے آپ کو کبھی پنشن کے قابل نہ سمجھے۔ اسلام میں پنشن کوئی نہیں۔ وہ انسان کو

آخری سانس تک کار آمد

بنانا چاہتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جب تک غرغرہ نہ شروع ہو جائے۔ انسان کی توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ یعنی عمر کے آخری لمحات تک وہ خدا کے حضور مقبول ہونے اور اس کی فوج میں داخل ہونے کے قابل ہے۔

پس اسلام نوجوانوں سے کہتا ہے۔ کہ بوڑھے بنو۔ اور بوڑھوں سے کہتا ہے۔ کہ جوان بنو۔ اسی طرح اسلام چاہتا ہے۔ کہ

مرد عورت بن جائے اور عورت مرد

اسی لئے قرآن کریم نے فرمایا ہے۔ کہ مومن کی مثال مریم کی سی ہے۔ اور مومن عورت کی مثال عیسیٰ کی سی۔ پس اسلام عورت سے چاہتا ہے۔ کہ مرد بنے اور مرد سے چاہتا ہے کہ عورت بنے۔ اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ اپنی جنس بدل دے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ بعض

اخلاقی خوبیاں

عورت میں ہوتی ہیں۔ وہ مرد اپنے اندر پیدا کریں۔ اور بعض مرد میں ہوتی ہیں۔ وہ عورتیں پیدا کریں۔ عورت میں جتنا استقلال ہوتا ہے۔ وہ مرد میں نہیں ہوتا۔ وہ سالہا سال تک ایک کام کرتی جاتی ہے۔ مگر گھبراتی نہیں۔ بچہ بیمار ہوتا ہے اور اس قدر لمبے عرصہ تک بیمار چلا جاتا ہے۔ کہ مرد کو بھول جاتا ہے۔ کہ اس کا بچہ بیمار ہے۔ مگر عورت اس کی چارپائی کے پاس سے نہیں ہٹتی۔ مرد میں استقلال بہت کم ہوتا ہے۔ وہ بہت جلد گھبرا جاتا ہے۔ بچہ ایسی ضد کرتا ہے۔ کہ مرد کے پاس ہو۔ تو اٹھا کر زمین پر دے مارے۔ مگر ماں پھر بھی اسے پیار کرتی اور کہتی جاتی ہے۔ میرے چاند میرے تارے۔ بعض اوقات بچہ بے ہودہ باتیں کرتا ہے۔ مثلاً یہ کہ مجھے تارے اتار دو۔ ایسی بات پر مرد پہلے تو کہے گا۔ کہ نہیں اتارے جا سکتے۔ اور بچہ بار بار کہے گا۔ تو اسے ایک تھپڑ مار دے گا۔ اور اس پر بھی وہ اگر ضد سے باز نہ آئے۔ تو اٹھا کر پھینک دیگا مگر ماں ساری رات اسے بہلانے کی کوشش کرتی رہے گی اور ذرا نہیں گھبرائے گی۔ یہ

عورت کا کیرکٹر

ہے۔ یہ بات اگر مرد میں پیدا ہو جائے۔ تو وہ دنیا کی کایا پلٹ سکتا ہے۔ اس جوش کے ساتھ جو پہلے ہی اس کی فطرت میں ہوتا ہے۔ اور جو عورت میں موجود نہیں ہوتا۔ اگر اس کے اندر

عورت والا استقلال

پیدا ہو جائے۔ تو وہ دنیا کو کھا جائے۔ اور جو انسان اپنے اندر مرد و عورت دونوں کی خوبیاں رکھتے ہیں۔ وہ واقعی دنیا کو کھا جاتے ہیں۔

نادان اور جاہل لوگ

اعتراض کرتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب مرد بھی تھے۔ اور عورت بھی۔ لیکن انہیں معلوم نہیں۔ کہ یہ دونوں صفات اپنے اندر پیدا کئے بغیر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔ عورت کی سی محبت اور استقلال اور مرد کی سی دلیری اور اقدام۔ جب یہ صفات جمع

ہو جائیں۔ تب ہی غلبہ حاصل ہو سکتا ہے۔ اور

یہی وہ مقام ہے

جہاں اسلام سب کو جمع کرنا چاہتا ہے۔ اسلام عورت سے کہتا ہے۔ کہ بزدل نہ بن۔ اور اقدام کر۔ اور مرد سے کہتا ہے۔ کہ استقلال محبت اور قربانی سیکھ۔ جب عورت اپنے اندر اقدام اور دلیری پیدا کرے۔ تو وہ مرد بن جاتی ہے۔ اور استقلال محبت قربانی پیدا کرنے کے بعد مرد عورت بن جاتا ہے۔ تب وہ

دونوں ایک مقام پر

آجاتے ہیں۔ اور اسی حالت میں مساوات قائم ہو سکتی ہے یہی حال امیر و غریب کا ہے۔ اسلام یہ نہیں کہتا۔ کہ امیروں کی دولت چھین کر غریبوں کو دے دو۔ یا غریب کی گردن امیر کے قبضہ میں دے دو۔ بلکہ وہ کچھ امیر کو نیچے کرتا ہے۔ اور کچھ غریب کو اوپر۔ میں نے بتایا ہے۔ کہ حقیقی مساوات دل سے تعلق رکھتی ہے۔ اور یہی چیز ہے۔ جو اسلام پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اسلام

ظاہری مساوات

کا قائل نہیں۔ اسی لئے وہ چاہتا ہے۔ کہ جس کے پاس دولت ہو۔ اس کے دل میں غربت ہونی چاہیئے۔ اور جو غریب ہو۔ اس کے دل میں امارت ہونی چاہیئے۔ کیونکہ جو ظاہر کا بھی غریب ہو اور دل کا بھی غریب ہو۔ وہ دنیا میں کوئی کام نہیں کر سکتا۔ کام کرنے والا وہی امیر ہے جو دل کا غریب ہو۔ اور وہی غریب ہے جو دل کا امیر ہو۔ یہ حالت پیدا ہونے پر ہی قومیں ترقی کر سکتی ہیں۔ پاس دولت اور مال نہیں۔ مگر وہ کہتے ہیں۔ کیا پروا ہے۔

سب دنیا کے اموال

ہمارے ہی ہیں۔ یا اگر دولت ہوتی ہے تو کہتے ہیں۔ کہ دولت کا کیا ہے۔ یہ آنی گئی چیز ہے۔ اور یہ ہمیں اس لئے دی گئی ہے کہ نیکی پیدا کریں۔ اور جب یہ احساس پیدا ہو جائے۔ تو امیر غریب ہو جاتا ہے۔ اور غریب امیر۔ غریب ساری دنیا کی دولت کو اپنی سمجھتا ہے۔ اور امیر اپنی کو بھی اپنی نہیں سمجھتا۔ اور اس طرح وہ

دونوں ایک مقام پر جمع

ہو جاتے ہیں۔ اور یہی وقت

حقیقی عید

کا ہوتا ہے۔ پس حقیقی عید حقیقی مساوات سے پیدا ہوتی ہے اور حقیقی مساوات سوائے اسلام کے اور کہیں نہیں۔ اور اسے سوائے انبیاء کے اور کوئی قائم نہیں کر سکتا۔ امتیازات کو صرف اسلام ہی دور کر سکتا ہے۔ اور اسلام ہی سب کو ایک جگہ جمع کرتا ہے۔

ایک طرف وہ

عالموں کو جاہل

بناتا ہے۔ وہ کہتا ہے علم سیکھو۔ اور جب سیکھ لیا۔ تو کہتا ہے کہ علم ہی سب سے بڑی مصیبت ہے۔ علم کیا ہے ایک اندھیرے سے دوسرے اندھیرے میں جانے کا نام علم ہے جس نے یہ دریافت کیا۔ کہ پانی مرکب ہے۔ مگر کیا اس سے حقیقت ہم پر ظاہر ہو گئی۔ اب بھی ہمارے سامنے یہ سوال موجود ہے کہ کیا وہ گیسیں اپنی اپنی جگہ مفرد ہیں یا مرکب۔ پس ہم صرف ایک اندھیرے سے نکل کر دوسرے اندھیرے میں چلے گئے ہیں۔ یا مثلاً پہلے صرف یہ سمجھا جاتا تھا۔ کہ سات سیارے اور آسمان اور زمین ہے۔ مگر اب کہتے ہیں۔ ہزاروں سیارے ہیں۔ مگر پھر بھی کون یہ دعوےٰ کر سکتا ہے۔ کہ جتنے اس نے معلوم کر لئے ہیں۔ ان کے سوا اور کوئی نہیں۔ تو اس طرح وہ

ایک اندھیرے سے دوسرے اندھیرے میں

چلے گئے۔ اور یہی وہ چیز ہے جسے علم کہا جاتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں جہالت ہے۔ ایک شخص اگر پڑھا ہوا نہیں لیکن وہ اپنے

دل و دماغ کو استعمال کرتا

اور سمجھتا ہے۔ کہ مجھے اللہ تعالےٰ نے طاقتیں دی ہیں۔ اور مجھے ان کا استعمال کرنا چاہیئے۔ تو وہ عالم ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ظاہری علوم کا ایک حرف بھی نہ پڑھے ہوئے تھے۔ مگر کون ہے۔ جو آپ سے زیادہ علم رکھنے والا ہو۔ پس جہالت اور علم دونوں نفس سے پیدا ہوتی ہیں۔ علم جہالت پیدا کرتا ہے۔ اور جہالت سے علم حاصل ہوتا ہے۔ میں ایک دفعہ بعض اور ساتھیوں سمیت دریا پر سیر کے لئے گیا ہوا تھا۔ لوٹتے ہوئے رات ہو گئی۔ اور رات بھی تاریک تھی۔ ایک جگہ ہم سطح زمین سے کوئی دس فٹ اونچے جا رہے تھے اور نیچے بہت گہرے گڑھے تھے۔ ہمارے آگے آگے گاؤں کے ایک نوجوان دوست تھے۔ جو بوجہ اپنے آپ کو مقامی آدمی سمجھنے کے تیز تیز آگے جا رہے تھے۔ اور راستہ جسے ہم کھو چکے تھے۔ اس کی تلاش میں تھے۔ ایک جگہ جا کر انہوں نے آواز دی۔ کہ میرے پیچھے آجایئے۔ میں نے رستہ تلاش کر لیا ہے۔ اور یہ فقرہ کہنے کے ساتھ ہی نظروں سے غائب ہو گئے۔ اور صرف ایک دھماکے کی آواز آئی۔ آخر معلوم ہوا کہ جسے وہ راستہ سمجھے تھے۔ دریا کی چمکتی ریت تھی۔ اور جسے وہ سات آٹھ فٹ اونچے کنارہ سے دیکھ رہے تھے۔ چنانچہ قدم رکھتے ہی وہ نیچے جا پڑے۔ ہم لوگ دو میل سے آ رہے تھے۔ مگر چونکہ خیال تھا۔ کہ رستہ سے ناواقف ہیں۔ اس لئے

ٹٹول ٹٹول کر قدم

رکھتے تھے۔ لیکن وہ چونکہ اپنے آپ کو واقف سمجھتے تھے۔ اس لئے زیادہ محتاط نہ تھے۔ اور اسی وجہ سے نیچے گر گئے ان کی اس بات پر کہ میں نے رستہ ڈھونڈ نکالا ہے۔ میرے پیچھے پیچھے آجاؤ۔ سب دوست خوب ہنسے کہ تم ہم کو اچھا رستہ دکھانے لگے تھے۔ اور رستہ بھر اس سے دوست دل لگی کرتے آئے۔ تو حقیقت یہی ہے۔ کہ

علم ہزاروں جہالتوں کا موجب

ہے۔ اور جہالت ہزاروں علموں کا۔ اور حقیقی اتحاد کی صورت یہی ہو سکتی ہے۔ کہ عالم اپنے آپ کو جاہل سمجھیں۔ اور جاہل عالم۔ اور اسی کے لئے انبیاء آتے ہیں۔ اور اسی سے حقیقی عید پیدا ہوتی ہے۔

آج چونکہ عید کا دن ہے۔ اس لئے میں

جماعت کو نصیحت

کرتا ہوں۔ کہ دوست آپس میں حقیقی اتحاد پیدا کریں۔ امراء یہ سمجھیں۔ کہ یہ اموال ہمارے پاس امانت ہیں۔ اور خدا نے اس لئے دیئے ہیں۔ کہ اس کے دین کی خدمت اور

غرباء کی امداد کے لئے

خرچ کریں۔ اور جب تک ان کی یہ ذہنیت نہ ہو۔ ان کے لئے عید نہیں ہو سکتی۔ دوسری طرف غرباء جب تک لا تمدن عینیک الیٰ ما متعنا بہٖ پر عمل نہ کریں گے۔ اور للچائی ہوئی نظروں سے دوسروں کے اموال کو دیکھنے کی عادت ترک نہ کریں گے۔ اس وقت تک ان کے لئے عید نہیں ہو سکتی

خدا تعالےٰ کا حکم

ہے۔ کہ دوسروں کی چیزوں کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھو۔ اور جب تک غرباء میں یہ روح پیدا نہ ہو۔ ان میں وسعت حوصلہ پیدا نہ ہو گی۔ انہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ مال کیا چیز ہے۔ صحابہ کے پاس کونسا روپیہ تھا۔ مگر باوجود اس کے انہوں نے

ساری دنیا کو فتح

کر لیا لیکن ہم ابھی تک اپنے کاموں کے لئے روپیہ کے محتاج ہیں۔ فلاں کام کے لئے بیس ہزار چاہیئے۔ اور فلاں کے لئے دس ہزار۔ ابھی ہم میں یہ احساس پیدا نہیں ہوا۔ کہ روپیہ کوئی چیز نہیں۔ اب بھی اگر چند آدمی ایسے پیدا ہو جائیں جو

سلسلہ کے لئے

گھروں سے نکل کھڑے ہوں۔ اور چاروں اطراف میں پھیل جائیں۔ تو دیکھو کس قدر ترقی ہوتی ہے۔ ایسے لوگ مشکلات کی پرواہ نہ کریں۔ اگر مانگ کر بھی روٹی کھانی پڑے۔ تو کھائیں اس میں کیا حرج ہے۔

اللہ تعالےٰ کے لئے مانگنا

برا نہیں۔ سارے انبیاء اللہ تعالےٰ کے لئے مانگتے آئے ہیں۔ جو مانگنا برا ہوتا ہے۔ وہ اپنے نفس کے لئے مانگنا ہے۔ جو گھر پر رہتے ہوئے خدا کے لئے مانگتا ہے۔ وہ برا نہیں تو جو تبلیغ کے لئے گھر سے نکلتا ہے۔ اسے اگر مانگنا پڑے تو یہ مانگنا خدا کے لئے کیوں نہ ہو گا۔ اس میں ذلت کوئی نہیں۔ خدا کے لئے ہم اب بھی مانگتے ہیں۔ یہ چندے جو لئے جاتے ہیں۔ یہ بھی خدا کے لئے مانگنا ہی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جھولی لے کر عورتوں میں چلے جاتے تھے۔ کہ لاؤ چندہ دو۔ ایک عورت نے ایک کڑا اتار کر دیا۔ آپ نے فرمایا۔ دوسرا ہاتھ بھی آگ سے بچا۔ پس دین کے لئے اگر مانگنا پڑے۔ تو اس میں عیب کی کوئی بات نہیں۔ بہر حال جب تک ہمارا

مال پر بھروسہ

رہے گا جب تک ہم یہ سمجھتے رہیں گے۔ کہ اتنے ہزار سے ہمارا کام چل سکتا ہے۔ اس وقت تک ترقی مشکل ہے۔ غرباء اپنے دل میں یہ سمجھیں۔ کہ جب ہمارے پاس ایمان ہے تو

ساری دنیا کے اموال

ہمارے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو امیر سمجھیں۔ یہ خیال بالکل نہ کریں۔ کہ ہم غریب ہیں۔ اور کچھ نہیں کر سکتے۔ اور امیر سمجھیں۔ کہ ہمارے پاس جو دولت ہے۔ یہ

دین اور سلسلہ کے لئے

ہے۔ تب وہ اس مساوات اور عید میں شامل ہو سکیں گے۔ انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اگر وہ اپنے اموال نہ دیں گے۔ تو دین تو تب بھی ترقی کرے گا۔ مگر وہ اس خوشی میں شریک نہیں ہو سکیں گے۔ منافقوں کی طرح خوشی میں شامل ہو جائیں تو اور بات ہے۔ لیکن حقیقی خوشی میں ہرگز شریک نہیں ہو سکیں گے

اسی طرح جوان اپنے اندر بڑھاپا اور بوڑھے اپنے اندر جوانی پیدا کریں۔

مومن کبھی بوڑھا یا جوان

نہیں ہوتا۔ جس دن سے وہ ہوش سنبھالے بوڑھا ہے۔ اور جس دن سے بڑھاپے کے آثار شروع ہوں۔ وہ جوان ہے۔ جب اس کا نفس جوان ہوتا ہے۔ تو عقل بوڑھی ہوتی ہے۔ اور جب جسم بوڑھا ہو جائے۔ تو اس کی امنگیں جوانوں کی سی ہوتی ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جب عمرہ کے لئے گئے۔ تو ان دنوں سخت بخار پھیلا ہوا تھا۔ اور صحابہ میں سے بعض بیمار رہنے کی وجہ سے چل بھی نہیں سکتے تھے اور کبڑے کبڑے چلتے تھے۔ اس وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا۔ کہ

ایک صحابی اکڑ اکڑ کر

چلتے ہیں۔ آپ نے دریافت فرمایا۔ کہ اس طرح کیوں چلتے ہو۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ یا رسول اللہ اگرچہ ہماری کمریں ٹیڑھی

ہوگئی ہیں۔ مگر وہ دیکھئے سامنے پہاڑ پر کفار ہیں۔ اور میں نہیں چاہتا۔ کہ وُہ ہماری کمزوری کو محسوس کریں۔ آپ ہنسے اور فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کو تکبر ناپسند ہے۔ مگر تمہارا یہ اکڑ کر چلنا بہت پسند آیا۔ تو

کمزوری کے وقت طاقت کا اظہار

اور طاقت میں کمزوری کا اظہار اسلام کا منشاء ہے۔ جب مومن دشمن کا سر کچل سکتا ہو۔ اس وقت چاہیئے۔ کہ اسے چھوڑ دے۔ مگر جب کمزور ہو۔ تو چاہیئے کہ اپنے سر کو اونچا رکھے یہی وُہ مقام ہے۔ جہاں

جوان اور بوڑھے اکٹھے

ہوسکتے ہیں۔ عمر کی کمی یا زیادتی کوئی چیز نہیں۔ بوڑھے اپنے عزم اور ہمت میں جوانوں کی طرح ہوں۔ اور جوان عقل و فراست میں بوڑھوں کی طرح۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر ۶۲ سال کی تھی۔ مگر آپ آخر تک جنگوں میں شریک ہوتے رہے اور آپ نے کبھی بڑھاپے کو تسلیم نہیں کیا۔ ایک صحابی کے متعلق آتا ہے۔ کہ ان کی بیوی فوت ہوگئیں۔ اس وقت ان کی عمر ۱۱۳ سال کی تھی۔ اور وہ خود بیمار تھے۔ اور جلد فوت ہوگئے۔ اس وقت بھی وُہ کہتے تھے۔ کہ میری شادی کرادو۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جو مجرد ہو۔ اس کی عمر گویا ضایع ہوگئی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس عمر میں بھی اپنے آپ کو بوڑھا نہیں سمجھتے تھے بلکہ یہی خیال کرتے تھے۔ کہ میں جوان ہوں۔ اور دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جوان بڑھاپے والا طریق اختیار کرتے۔ اور دین کے لئے

اپنے آپ کو ذمہ وار

سمجھتے تھے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے کنبہ والوں کی دعوت کرکے ان کو تبلیغ کی۔ اور آخر میں کہا۔ کہ کوئی ہے جو خدا کی بات سنے۔ اور اس کے دین کی مدد کرے۔ وہ لوگ سب مخالف تھے۔ اس لئے چپ چاپ بیٹھے رہے بلکہ ممکن ہے ان کے چہروں پر حقارت اور غصہ کے آثار بھی ہوں۔ اس وقت حضرت علیؓ کی عمر

صرف گیارہ سال

تھی۔ مگر آپ کھڑے ہوگئے۔ اور کہا کہ میں ہوں۔ آپ اس وقت اگرچہ بچہ تھے۔ مگر خیال کرتے تھے۔ کہ میں اسلام کی ذمہ واریاں برداشت کرنے کے قابل ہوں۔ اس وقت بھی آپ میں گویا

بوڑھوں والی فراست

تھی۔ دوسری طرف انس ۱۱۳ سال کے تھے۔ مگر سولہ سترہ سال کے بچے کی طرح اپنے آپ کو شادی کے قابل سمجھتے تھے۔

اور یہی

حقیقی مساوات

ہے۔ ورنہ اس کے سوا اور کس طرح مساوات قائم ہوسکتی ہے۔ اور اگر قائم کر بھی دی جائے۔ تو وہ قائم کہاں رہ سکتی ہے۔ سب کو مکان۔ غذا۔ لباس اور دولت تو یکساں بانٹی جاسکتی ہے۔ مگر عقل علم اور ذہن کون بانٹ سکتا ہے پس

مساوات اتحاد باطنی

سے ہی قائم ہوسکتی ہے۔ بوڑھے اپنے اندر یہ عزم پیدا کریں۔ کہ آخر دم تک لڑیں گے۔ حضرت خالد بن ولید جب فوت ہونے لگے۔ تو بے اختیار رو رہے تھے۔ آپ کے دوستوں نے کہا کہ آپ کو تو خوش ہونا چاہیئے۔ کہ آپ اپنے رب کے پاس انعام لینے جاتے ہیں۔ مگر آپ نے کہا یہ ٹھیک ہے مگر میرے بدن سے کپڑا اٹھا کر دیکھو کوئی دو انگلی بھر بھی جگہ ایسی نہ ہوگی۔ جہاں تلوار کا زخم نہ ہو۔ میں سالہا سال تک جنگوں میں اندھا دھند گھستا رہا ہوں۔ کہ شائد

خدا کی راہ میں موت

نصیب ہو جائے۔ مگر میری قسمت میں شہادت نہ تھی۔ اور آج میں چارپائی پر جان دے رہا ہوں۔ تو مومن ہر حالت میں اور ہر عمر میں خدا کا سپاہی ہوتا ہے۔ اب دیکھ لو۔ ہم میں سے کتنے ہیں۔ جو اپنے آپ کو

خدا کا سپاہی

سمجھتے ہیں۔ کتنے ہیں جو تبلیغ کے لئے وقت دیتے ہیں۔ اگر پوچھا جائے تو کہیں گے وقت نہیں ملتا۔ حالانکہ اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو سوائے کام کے چھ سات گھنٹوں کے باقی سارا وقت ان کا ضائع جاتا ہے۔ اگر وقتوں کی نگرانی کی جائے۔ تو اتنا ہی وقت تبلیغ کے لئے نکال سکتے ہیں صرف

ہمت پیدا کرنے کی ضرورت

ہے۔ اور اس امر کی ضرورت ہے۔ کہ جوان بوڑھوں والی عقل اور فراست پیدا کریں۔ اور بوڑھے جوانوں والی ہمت مرد عورتوں والا استقلال اور ایثار پیدا کریں۔ اور عورتیں مردوں والی جرأت اور دلیری اور اقدام پیدا کریں۔ علم والے جب تک جاہلوں کی طرح خدا کے در پر نہ گر جائیں۔ کچھ فائدہ نہیں ہوسکتا۔ اور جاہل جب تک یہ نہ سمجھ لیں۔ کہ

ایمان کی روشنی

کے بعد دنیوی علوم کی کیا حقیقت ہے۔ اور یہ ان کے رستہ میں حائل نہیں ہوسکتے۔ اس وقت تک ترقی محال ہے۔ یہ حالت پیدا کرو۔ پھر دیکھو دو چار سال کے ہی قلیل عرصہ میں تم کس طرح

دنیا کو تہ و بالا

کرتے ہو۔ مگر ضرورت عمل کی ہے۔ مونہہ کی باتوں سے کچھ نہیں بنتا۔ مساوات عمل سے قائم ہوتی ہے۔ اور جس دن ہم یہ باتیں اپنے اندر پیدا کرلیں۔ پھر حقیقت میں ایک جگہ جمع ہوسکتے ہیں۔ جس کا

لازمی نتیجہ عید

ہے۔ میں نے کئی دفعہ بتایا ہے۔ کہ ہزار یا سو آدمی بھی اگر مرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ اتنے نہیں اگر دس بلکہ ایک ہی ہو جائے۔ تو بھی اسے کوئی نہیں مار سکتا۔

حقیقی موت کا پیالہ

چکھنے والی انبیاء کی جماعتیں ہوتی ہیں۔ اور دنیا ان کو مارنے کے لئے کتنا زور لگائے نہیں مار سکتی۔ بتاؤ کبھی کسی نبی کی جماعت کو کسی نے مارا ہے۔ کبھی کوئی نبی مرا ہے۔ نہیں۔ بلکہ انہوں نے

ہمیشہ کی زندگی

پائی ہے۔ اور ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ پس حقیقی زندگی کے لئے موت کا پیالہ چکھنا ضروری ہے۔ جوان آدمی کے نفس میں شوخی اور شرارت ہوتی ہے۔ اسے مار کر بڑھاپا پیدا کرنا اور اسی طرح بڑھاپے کو مار کر جوانی پیدا کرنا موت ہے۔ مرد کی موت یہ ہے۔ کہ عورت والا استقلال اور ایثار اپنے اندر پیدا کرے۔ اور عورت کی یہ ہے۔ کہ مردوالی جرأت اور اقدام پیدا کرے۔ اسی طرح

غریب کی موت

یہ ہے کہ اپنے کو امیر سمجھے۔ کنگال ہونے کے باوجود حوصلہ بلند رکھنا گویا غربت کے وجود کو مار دینا ہے۔ اور امیر کے لئے اپنی امارت پر گھمنڈ نہ کرنا۔ اور دل میں غربت پیدا کرنا موت ہے۔ اور یہ موتیں اگر اپنے اوپر وارد کرلی جائیں۔ تو جماعت کامیاب ہوسکتی ہے۔ اس کے لئے کسی بڑی قربانی کی ضرورت نہیں۔

صرف نیت کی ضرورت

ہے۔ اسی منٹ میں اگر نیت کرلی جائے تو نوجوان بوڑھا بن سکتا ہے۔ اور بوڑھا نوجوان۔ مرد عورت بن سکتی ہے۔ اور عورت مرد۔ صرف ارادہ کی دیر ہے۔ اور پھر سمجھ لو۔ کہ حقیقی عید دروازہ پر کھڑی ہے۔

میں

اللہ تعالےٰ سے دُعا

کرتا ہوں۔ کہ وہ ہمیں سچے اور مخلص مومن بننے کی توفیق دے ہمارے درمیان سے تمام امتیازات کو مٹا کر ہم کو ایک کردے۔ ہم کانہم بنیان مرصوص کی طرح ہو کر خدا کی خدمت میں لگ جائیں۔ اور اللہ تعالےٰ ہمارے ہاتھوں سے اس

امیر المومنین کا ارشاد

بحوالہ الفضل مورخہ ۲۹ نومبر ۱۹۳۴ء حضور فرماتے ہیں: ڈاکٹر اس بات کا عہد کریں۔ کہ وہ اپنا سارا زور لگائینگے۔ روپیوں کا کام پیسوں میں ہو۔ . . . ہماری جماعت کے ڈاکٹر یہ عہد کریں کہ علاج میں ایسے غیر ضروری مصارف نہیں ہونے دینگے۔ جماعت کے لوگ یہ کوشش کریں۔ کہ اپنے طبیبوں سے ہی علاج کرائینگے۔" الفضل ۲۱ فروری ۱۹۳۴ء ہومیوپیتھک علاج کے متعلق حضور فرماتے ہیں۔ اس کے بعد ہومیوپیتھک طریق علاج یعنی علاج بالمثل کی دریافت نے طبی دنیا میں ایک تغیر عظیم پیدا کر دیا۔ اور یہ معلوم کر کے انسان کو سخت حیرت ہوئی۔ کہ اس کی شفایابی کے لئے اللہ تعالیٰ نے نہایت حکمت سے ان ہی ادویہ میں قوت شفا بھی رکھی ہوئی ہے۔ جن سے اس قسم کی مرض پیدا ہوتی ہے۔ گویا بیماری کے ساتھ ہی اس کا علاج بھی رکھا ہے۔ . . . اس طریق علاج سے بہت سے امراض جو پہلے لاعلاج سمجھے جاتے تھے۔ قابل علاج ثابت ہو گئے اور طبی علوم میں بہت ترقی ہوئی۔ ہومیوپیتھک علاج میں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے لئے بے انتہا فوائد رکھے ہیں۔ اس میں قوت شفا بہ نسبت دوسرے طریقہ علاج کے زیادہ ہے۔ قلیل دوا زیادہ فائدہ۔ روپوں کا کام پیسوں۔ سالوں کا کام دنوں اور گھنٹوں میں ان ہی دواؤں سے ہوتا ہے۔ سینکڑوں ڈاکٹروں کی مجربات۔ ہزاروں بار تجربہ شدہ۔ زود اثر۔ بے ضرر۔ بیماری کو جڑ سے کاٹنے والی۔ کڑوی کسیلی دواؤں اور انجکشن کے برے اثرات۔ اپریشن کی تکلیف سے نجات دینے والی دنیا میں مقبول۔ مایوس العلاج بفضل خدا صحت یاب ہوتے ہیں۔ دیرینہ پیچیدہ گندہ امراض میں ہومیوپیتھک ادویات بمقابلہ دیگر ادویات بہت جلد کام کرتی ہیں۔ امراض مخصوصہ مردان و مستورات کے لئے بہترین ادویہ موجود ہیں۔ اگر خدانخواستہ آپ کو کسی علاج کی ضرورت ہے تو مختلف علاج اور پیٹنٹ ادویہ کے بجائے ہومیوپیتھک علاج کیجئے۔ مجھ سے خدمت لیجئے۔

ایم ۔ ایچ ۔ احمدی ہومیوپیتھ چتوڑ گڈھ ۔ میواڑ

محافظ جنین حب اٹھرا (رجسٹرڈ) (اسقاط حمل کا مجرب علاج ہے)

جن کے گھر حمل گر جاتے ہیں۔ مردہ بچے پیدا ہوتے ہیں۔ پیدا ہو کر فوت ہو جاتے ہیں اکثر ان بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ سبز پیلے دست۔ قے۔ پیچش۔ دردپسلی یا نمونیا ام الصبیان پرچھاواں۔ یا سوکھا۔ بدن پر پھوڑے۔ پھنسی۔ چھالے۔ خون کے دھبے پڑنا۔ دیکھنے میں بچہ موٹا تازہ خوبصورت معلوم ہونا۔ بیماری کے معمولی صدمہ سے جان دیدینا۔ بعض کے ہاں اکثر لڑکیاں پیدا ہونا اور لڑکیاں زندہ رہنا۔ لڑکے فوت ہو جانا۔ اس مرض کو طبیب اٹھرا اور اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس موذی بیماری نے کروڑوں خاندان بے چراغ و تباہ کر دئے ہیں۔ جو ہمیشہ ننھے بچوں کے منہ دیکھنے کو ترستے رہے۔ اور اپنے قیمتی جائدادیں غیروں کے سپرد کر کے ہمیشہ کے لئے بے اولادی کا داغ لے گئے۔ حکیم نظام جان اینڈ سنز شاگرد قبلہ نور الدین رضی اللہ عنہ شاہی طبیب سرکار جموں و کشمیر کے ارشاد سے ۱۹۱۰ء میں دواخانہ ہذا قائم کیا۔ اور اٹھرا کا مجرب علاج حب اٹھرا رجسٹرڈ کا اشتہار دیا۔ تاکہ خلق خدا فائدہ حاصل کرے۔

اس کے استعمال سے بچہ ذہین۔ خوبصورت۔ تندرست۔ مضبوط۔ اٹھرا کے اثر سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ اٹھرا کے مریضوں کو حب اٹھرا کے استعمال میں دیر کرنا گناہ ہے۔ قیمت فی تولہ عہ مکمل خوراک ۱۱ تولہ ہے۔ یکدم منگوانے پر لہ عہ علاوہ محصول ڈاک

المشتہر

حکیم نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان

تریاق معدہ و جگر

بفضلہ مندرجہ ذیل عوارضات کیلئے لاثانی دوا ہے۔ ضعف جگر۔ بھس۔ کمی خون۔ دل دہڑکن۔ جلن ہاتھ پاؤں۔ یرقان۔ عظم الطحال (تاپ تلی) جلن سینہ۔ ضعف معدہ۔ ضعف عام کیلئے اکسیری مرکب ہے۔ ایک ہفتہ کے قلیل عرصہ میں آثار صحت شروع ہو جاتے ہیں۔ دو تین ہفتہ کے لگاتار استعمال سے زردی۔ لاغری دور ہو کر بدن چست و چالاک سرخ مثل انار ہو جاتا ہے۔ تندرست اشخاص جو کمی خون محسوس کرتے ہوں۔ وہ بھی استعمال کر کے کافی خون پیدا کر سکتے ہیں۔ مندرجہ بالا عوارضات سردیوں میں چنداں تکلیف دہ نہیں ہوتے لیکن گرمیوں میں مریض کیلئے وبال جان ہو جاتے ہیں۔ تریاق معدہ و جگر ہر موسم میں (خواہ گرمی یا سردی) یکساں فائدہ مند ہے۔ قیمت فی شیشی عہ علاوہ محصولڈاک۔ حکیم محمد شریف عمر والہ ڈاکخانہ سری گوبند پور براستہ بٹالہ۔

دوائے تلی

تلی کا مرض بڑھ جانے سے جگر دل کمزور ہو کر خون میں کمی ہو جاتی ہے۔ میں اس دوائی کا نام نہ اکسیر رکھتا ہوں نہ تحفہ نایاب صرف یہی دوائے تلی ہے۔ جس سے سالوں کے مریض دنوں میں آرام حاصل کر رہے ہیں۔ اس دوا نے ایک عجیب اثر پیدا کر دیا ہے۔ ایکدفعہ طلب فرما کر آپ خود ہی اسکی تعریف کرینگے۔ آزمودہ بار بار تجربہ شدہ دوا ہے۔ ایکماہ کی خوراک عہ روپے ہے۔ ابوالامیر دواخانہ دفتر انجمن احمدیہ جالندھر چھاؤنی پنجاب

خوشخبری

پائدار۔ خوشنما اور اعلیٰ درجہ کی جرابوں کے لئے دی سٹار ہوزری ورکس لمیٹڈ کا نام نوٹ کر لیں اپنے شہر کے ہر دوکاندار سے طلب کریں براہ راست کمپنی سے چھ درجن یا اس سے زیادہ تعداد میں مال منگوانے پر معقول کمیشن دیا جاتا ہے۔ احمدی جماعتیں اس رعایت سے فائدہ اٹھائیں۔ اور ایک جگہ کے تمام احباب مشترکہ آرڈر دے کر مال منگوائیں۔ مزید تفصیلات کے لئے کمپنی سے خط و کتابت کریں۔

المشتہر

جنرل منیجر دی سٹار ہوزری ورکس لمیٹڈ قادیان

احراریوں اور ان کے اخبارات کی شرارتوں کے خلاف جماعت احمدیہ میں جوش و خروش

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کے حضور بیتابانہ درخواستیں

جماعت احمدیہ نوشہرہ چھاؤنی کی قراردادیں

۲۵ جنوری ۳۵ء احباب جماعت احمدیہ ماسوائے ملازمین سرکاری نے احمدیہ ریڈنگ روم نوشہرہ میں زیر صدارت مرزا غلام حیدر صاحب بی۔اے ایل۔ایل۔بی وکیل جلسہ منعقد کیا۔ اور مندرجہ ذیل قراردادیں پاس کیں۔

۱۔ یہ کہ آج تک جماعت احمدیہ نے اپنے دینی پیشوا اور احمدی بھائیوں کے خلاف احراریوں کی فتنہ انگیزیوں اور مظالم کو برداشت کیا۔ اور اخبار زمیندار اور احسان۔ لاہور کی دل آزار اور امن شکن تحریروں پر صبر کیا۔ لیکن حکومت کی خاموشی سے وہ اب حد سے گذر گئے ہیں۔ اور احمدیوں کے اموال اور جانیں سخت خطرہ میں ہیں۔ خصوصًا قادیان اور اس کے نواح میں۔ پس وقت آگیا ہے۔ کہ شریعت اور قانون کی حدود کے اندر رہتے ہوئے اس فتنہ کی روک تھام کی جائے۔ تاکہ ملک کا امن خراب نہ ہو۔ اور خوشگوار تعلقات قائم رہیں۔ اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ سیاسی انجمن بنائی جائے۔ جو آئینی رنگ میں اس فرض کو ادا کرے۔

۲۔ اس ریزولیوشن کی ایک نقل حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت بابرکت میں بغرض اجازت بھیجی جائے۔ اور ایک نقل اخبار الفضل قادیان کو بغرض اشاعت بھیج دی جائے۔

۳۔ نیز قرار پایا۔ کہ اگر حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔ سیاسی انجمن کے بنانے کی اجازت دیں۔ تو مرزا غلام حیدر صاحب بی۔اے۔ ایل ایل بی وکیل بطور پریذیڈنٹ اور خاکسار بطور سیکرٹری کام کریں۔

خاکسار۔ کریم بخش

خطیب صاحب جامع مسجد وزیر خاں کی دعوت مناظرہ منظور

اخبار "احسان" ۲۷ جنوری ۳۵ء میں مولوی سید محمد احمد صاحب خطیب جامع مسجد وزیر خاں کا ایک اعلان شائع ہوا ہے۔ جس میں انہوں نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کو جماعت احمدیہ کے عقائد پر مناظرہ کرنے کی دعوت دی ہے۔ اگرچہ بارہا اس قسم کے اعلانات کا جواب دیا جا چکا اور بتلایا جا چکا ہے۔ کہ فی الحقیقت ایسے اعلانات کی غرض تحقیق حق نہیں ہوتی۔ بلکہ صرف اپنی شہرت مقصود ہوتی ہے۔ تحقیق حق کے لئے اس کی کیا ضرورت ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین ہی مناظرہ کریں۔ جبکہ آپ کے ادنیٰ ترین خدام اس کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ لاہور کی مقامی جماعت احمدیہ مناظرہ کا انتظام کر سکتی ہے۔ اور مولوی سید محمد احمد صاحب حقیقت میں حق کے متلاشی ہیں۔" ہم ان پر واضح کر دیتے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ لاہور ہر وقت تیار ہے۔ پس کیا ہم امید کریں کہ مولوی صاحب یا کوئی اور ہماری دعوت کو قبول کر کے ایک باقاعدہ مناظرہ کے قیام کے لئے جلد شرائط طے کریں گے۔

خاکسار:۔ سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ۔ لاہور

جماعت احمدیہ کلکتہ کی قراردادیں

۲۷ جنوری ۳۵ء۔ جماعت احمدیہ کلکتہ کے جنرل اجلاس میں باتفاق رائے حسب ذیل قراردادیں پاس ہوئیں۔

۱۔ چونکہ احراریوں کی ننگ انسانیت تحریروں اور تقریروں حیاسوز حرکات اور دشنام طرازیوں کے انسداد کے لئے گورنمنٹ کو توجہ دلانا اشد ضروری ہے۔ علاوہ ازیں بعض عمال حکومت کے جانبدارانہ اور سراسر غیر منصفانہ رویہ کے متعلق بھی ہمیں سخت شکایت ہے۔ اس لئے ہم انجمن احمدیہ کلکتہ سے الگ ایک سیاسی انجمن قائم کرنے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ لہٰذا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی سے اجازت کے لئے التماس ہے۔ ہم وعدہ کرتے ہیں۔ کہ یہ انجمن قانون اور شریعت کی حدود سے تجاوز نہ کرے گی۔ اور اس میں کوئی شخص جو گورنمنٹ کا ملازم ہو شامل نہ ہوگا۔ غرض ہماری یہ انجمن حضور کی ان تمام ہدایات کی پوری طرح پابند ہوگی۔ جو لوکل نیشنل لیگ قادیان کو دی گئی ہیں۔

۲۔ اخبار زمیندار نے اپنے ۲۳ جنوری کے پرچہ میں ایک ننگ شرافت جلسہ کی روئداد شائع کرتے ہوئے بیان کیا ہے۔ کہ برسر اجلاس ہمارے آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر کی توہین کی گئی۔ اور اس طرح لاکھوں نفوس کے جذبات اور ان کے مقدس مذہبی احساسات کو سخت مجروح کیا گیا۔ اسی طرح زمیندار کے اسی پرچہ میں ایک ذہنی تصویر دیکر ہماری جماعت کے مقدس مذہبی مقام بہشتی مقبرہ کی بھی توہین کی گئی ہے ہم حیران ہیں کہ گورنمنٹ ان تمام امن شکن واقعات کو دیکھ کر کیوں خاموش ہے۔ کیا اس کا مقصد یہ ہے کہ چند شوریدہ سر لوگ جس طرح چاہیں۔ امن پسند جماعتوں کے جذبات سے کھیل لیں اور کوئی ان کو پوچھنے والا نہ ہو۔ پس ہم قیام امن کی ذمہ دار حکومت کو توجہ دلاتے ہیں۔ کہ وہ جلد تر ان شرارتوں کے خلاف مؤثر کارروائی کر کے اپنے عدل و انصاف کا ثبوت دے۔ اور فتنہ پردازوں کو کیفر کردار تک پہنچائے۔ (۳) اس کی ایک ایک کاپی گورنر صاحب بہادر پنجاب اور الفضل کو بھجوائی جائے۔ سکرٹری۔

جماعت احمدیہ بھیرہ کی قراردادیں

جماعت احمدیہ بھیرہ کے ایک خاص اجلاس میں ڈاکٹر ایم ڈی کریم صاحب صدر نیشنل لیگ۔ میاں غلام رسول صاحب راٹھ سکرٹری اور میاں عبدالرشید صاحب فنانشل سکرٹری منتخب ہوئے۔ اور قرار پایا۔ کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں درخواست کی جائے۔ کہ چونکہ احرار پارٹی کی طرف سے ہر جگہ اور بالخصوص ہمارے مقدس مقام قادیان میں ہمارے مذہبی احساسات کو سخت بیدردی کے ساتھ مجروح کیا جا رہا ہے۔ ہم

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

پارلیمنٹ کے اجلاس میں شہور لیبر لیڈر مسٹر جارج لینزبری یہ تحریک پیش کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ کہ انڈیا بل کے پاس کئے جانے سے پیشتر گورنمنٹ اس امر کا اعلان کر دے۔ کہ اس کا نصب العین ہندوستان کو درجہ نوآبادیات دینا ہے اسی طرح ہندوستان و انگلستان کے تعلقات کو خوشگوار بنانے کے لئے سیاسی قیدیوں کو رہا کیا جائے۔ اور متشددانہ قوانین واپس لے لئے جائیں۔

جائنٹ پارلیمنٹری کمیٹی کی رپورٹ کے متعلق اسمبلی کی مختلف پارٹیوں میں سمجھوتہ کی تمام امیدیں نئی دہلی سے ۳ فروری کی اطلاع کے مطابق معدوم ہو رہی ہیں۔ جناح پارٹی کی طرف سے یہ مطالبہ پیش کیا گیا ہے۔ کہ کمیونل ایوارڈ کی حمایت کی جائے۔ مگر کانگرس اور نیشنلسٹ پارٹی اس مطالبہ کو منظور نہیں کرتیں۔ اس لئے سمجھوتہ کی امیدیں مایوسی میں تبدیل ہو رہی ہیں۔

اسمبلی میں مسٹر ستیہ مورتی نے یہ قرارداد پیش کرنے کا نوٹس دیا تھا۔ کہ ججوں کی ایک کمیٹی مقرر کی جائے۔ جو تحریک عدم ادائیگی لگان کے ضمن میں ضبط شدہ جائدادوں کے متعلق تحقیقات کرے۔ اور اس کی رپورٹ کے ماتحت ان کسانوں کی جائدادیں واپس کر دی جائیں جن کی اراضی تحریک عدم ادائیگی مالیہ کے سلسلہ میں ضبط ہو گئیں تھیں۔ اور اگر اراضیات کے حقیقی مالکوں کو جائدادیں واپس نہ مل سکیں۔ تو پبلک فنڈز سے کسانوں کے نقصانات کی تلافی کر دی جائے۔ مگر گورنر جنرل نے اس بناء پر متذکرۃ الصدر قرارداد پیش کرنے کی اجازت نہیں دی۔ کہ یہ معاملہ گورنر جنرل باجلاس کونسل سے تعلق نہیں رکھتا۔

نئی دہلی سے ۳ فروری کی اطلاع ہے۔ کہ ایک انگریزی فلم کے لئے سرحدی جنگ کے اصلی سین اتارنے کے لئے لنڈی کوتل کے قریب عنقریب ایک جنگ کے سین لئے جائیں گے۔ جس میں اصل سرحدی قبائل مسلح ہو کر اور اپنی موزدوں وردیاں پہن کر لڑیں گے۔

والیان ریاست کے متعلق "امرت بازار پتر کا" کا نامہ نگار متعینہ لنڈن رقمطراز ہے۔ کہ سلور جوبلی کے موقعہ پر ہندوستان کے بڑے بڑے والیان ریاست کے متعلق امکان ہے کہ انہیں بادشاہ کے خطاب سے سرفراز کر دیا جائے اس طرح وہ نئے نام سے ساتھ "کنگ" کا لفظ ایزاد کر سکیں گے۔

اس سے پہلے یہ افواہ تھی۔ کہ بعض والیان ریاست کی آمد پر توپوں کی جو سلامی ہوتی ہے۔ ان میں اضافہ کر دیا جائیگا

اجودھیا کے ہندوؤں پر ایک مسجد کے انہدام کے سلسلہ میں حکومت کی طرف سے تعزیری ٹیکس عائد کیا گیا تھا پنجاب پراونشل ہندو یوتھ لیگ نے لاہور سے ۴ فروری کی اطلاع کے مطابق ہندو ممبران اسمبلی سے درخواست کی ہے۔ کہ وہ اس معاملہ کے متعلق اسمبلی میں تحریک التوا پیش کریں۔

علیحدگی برما کے مخالفین کی ایک میٹنگ ۳ فروری کو رنگون میں منعقد ہوئی۔ جس میں یہ قرارداد پاس کی گئی۔ کہ برما کے لوگوں کی غالب اکثریت علیحدگی برما کے مخالف ہے لیکن اگر لوگوں کی مخالفت کے باوجود برما کو علیحدہ کر دیا گیا۔ تو یہ کانفرنس برطانوی گورنمنٹ کو متنبہ کر دینا چاہتی ہے۔ کہ اس کے خوفناک نتائج برآمد ہونگے۔ اس کی ذمہ داری گورنمنٹ پر عائد ہوگی۔

سار اور جرمنی کے متعلق برلن سے ۲ فروری کی اطلاع کے مطابق ہر ہٹلر نے ایک بیان دیتے ہوئے کہا۔ کہ سار میں کئی ہزار کمیونسٹوں کو نظر بند کر دیا جائے گا۔ اور اگر انہوں نے اپنے خیالات ترک نہ کئے تو انہیں جلاوطن کر دیا جائے گا۔ ۲۰۰ کے قریب پولیس کے سپاہیوں کو بھی برطرف کر دیا جائے گا۔ کیونکہ وہ ہٹلر کی وفاداری کا دم نہیں بھرتے۔ علاوہ ازیں یہودی بھی نقل وطن کی تیاریاں کر رہے ہیں۔

قاہرہ سے ۲ فروری کی اطلاع کے مطابق میونسپل کمیٹی اسکندریہ نے فیصلہ کیا ہے کہ عورتوں کو مردوں کی طرح ووٹ دینے کا حق حاصل ہے۔

یروشلم سے ۳ فروری کی اطلاع ہے کہ طوفان بادوباراں نے فلسطین میں تباہی کا عالم پیدا کر دیا ہے۔ بعض جگہوں میں تو اس قدر بارش ہوئی۔ کہ گاؤں کے گاؤں تباہ ہو گئے ہیں۔ لوگوں نے درختوں پر چڑھ کر اپنی جانیں بچائیں۔

حکومت ایبے سینیا کے متعلق ایک اطلاع مظہر ہے کہ چونکہ اٹلی نے اس کے بہت سے سرحدی مقامات پر قبضہ کر لیا ہے اور لیگ کا دروازہ کھٹکھٹانے کے باوجود واپس نہیں ملے۔ اس لئے حکومت ایبے سینیا جنگ کے لئے تیار ہو گئی ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ فرانس اس جنگ میں اٹلی کا ساتھ دے گا۔ کیونکہ وہ دونوں مل کر ایبے سینیا پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں

حیدرآباد سے ۲ فروری کی اطلاع ہے کہ شہزادہ معظم جاہ بہادر چند روز تک عازم یورپ ہونے والے ہیں غالباً شہزادی نیلوفر بھی آپ کے ہمراہ ہوں گی۔

ایسوسی ایٹڈ پریس کو معلوم ہوا ہے۔ کہ مسٹر ایف۔ ڈی کی دائیسی وزیراعظم الور ماہ مارچ کے نصف تک چھٹی پر جانے والے ہیں۔ ان کی جانشینی کا اعلان عنقریب کیا جائیگا

نئی دہلی سے یکم فروری کی اطلاع ہے کہ سٹینڈنگ کمیٹی نے شملہ میں وائسرائے کے پرائیویٹ سکرٹری کی نئی قیامگاہ کی تعمیر کے لئے ۷۵ ہزار روپیہ کی اور وائسرائے لاج میں باغات کی توسیع اور سامان آرائش کے لئے ۲۷ ہزار روپیہ کی منظوری دی ہے۔

لکھنؤ کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ ۲۹ جنوری کنگ جارج میڈیکل اور کوئین میری ہسپتال کے درمیانی رقبہ میں زمین سے ہولناک طریق پر دھواں نکلنا شروع ہوا۔ جو ایک گھنٹہ تک نکلتا رہا۔

حکومت بنگال نے کلکتہ سے ۲ فروری کی اطلاع کے مطابق اعلان کیا ہے۔ کہ دریائے پدما کے غیر متوقع طور پر چڑھ جانے سے تقریباً تین سو مربع میل رقبہ زیر آب ہے ایک ہزار ایکڑ سن اور چار ہزار ایکڑ دھان کی اراضی بھی تباہ ہو گئی ہے۔ کئی سو جھونپڑے بھی گرے۔

حکومت ہند نے ایک کمیونک میں اعلان کیا ہے کہ جب ۳۱ مارچ ۳۵ء کے روز سرکاری ملازموں کی تنخواہوں میں تخفیف کی میعاد ختم ہو جائے گی تو دوبارہ تخفیف عمل میں نہیں لائی جائے گی۔ یہ فیصلہ آل انڈیا محکمہ جات پر عموماً اور حکومت ہند میں ملازمتوں پر خصوصاً (جن میں محکمہ فوج اور محکمہ ریلوے بھی شامل ہیں) حاوی ہوگا

حکومت پنجاب نے لاہور سے ۴ فروری کی اطلاع کے مطابق اعلان کیا ہے۔ کہ لاہور میونسپل کمیٹی کے انتخابات کو منسوخ کرنے کا وزارت لوکل سیلف گورنمنٹ کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔

پٹنہ سے ۴ فروری کی اطلاع کے مطابق معلوم ہوا ہے کہ آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے دفتر کا ایک حصہ تو پٹنہ میں رہے گا۔ مگر ایک حصہ الہ آباد میں منتقل کر دیا جائیگا

کابل اور ہرات کے درمیان پشاور سے ۲ فروری کی اطلاع کے مطابق وائرلیس ٹیلیفون کی رسم افتتاح ادا ہو گئی ہے۔ جو وزیر اعظم افغانستان نے سرانجام دی اس تقریب میں ممتاز امراء وزراء اور لوئی جرگہ کے صدر شریک تھے۔